۸۱

۷۸۶ / ۹۲

یا اللہ جل جلالہٗ | یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

• زیرِ ظلِ عاطفت فقیہِ اعظم حضرت مولانا محمد نور اللہ صاحب النعیمی بانی و مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف •

فلسفۂ حج

وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

• سلسلۂ تبلیغ • ۲۳

• زیرِ نگرانی •
فقیر ابو الضیاء محمد باقر ضیاء النوری

• از اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ •

• شاہکارِ نعت •

پھر اٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب!

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے حیرانِ عرب
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب

فصلِ گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستانِ عرب

صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب

عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں
گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستانِ عرب

صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کشِ بلبل گلِ خندانِ عرب

شادیِ حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی
عرش پر دھوم سے ہے دعوتِ مہمانِ عرب

تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم
تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب

ہشت خلد آئیں وہاں کسبِ لطافت کو رضاؔ
چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب

• کتبہ: شاہ محمد قصوری •

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج اور اجتماعیت

از

حضرت علامہ صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب مدظلہ العالی

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ؕ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(بقرہ ۱۲۵-۱۲۹)

(اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کیلئے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ اور ہم نے تاکید کی ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کیلئے۔ اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے۔ جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لے آئیں۔ فرمایا جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کر دوں گا۔ اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ اور جب اٹھایا تھا ابراہیم نے اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے" اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا، جانتا۔ اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما، بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے۔ بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

مندرجہ بالا آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعمیر کی تاریخ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا اور اپنے ان سے وعدوں کا مجمل تذکرہ فرمایا ہے اور فریضۂ حج کی بعض حکمتوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ مل جل کر رہنا اسکے مزاج کا خاصہ ہے۔ اسی جذبۂ تعاون وتعامل نے ہی اسے دیگر انواع حیوانات اور عناصر پر قادر بنا رکھا ہے۔ جسمانی طور پر اسے قوی تر حیوانات اس کا سکہ مانتے ہیں۔ اور یہ سب سے اپنی منشاء کے مطابق کام لیتا ہے :

اسلام دین فطرت ہے یہ فطرت انسانی کے تمام صالح تقاضوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ ساتھ ہی ساتھ یہ تمام ناقص تقاضوں کو دبانے کی تعلیم دیتا ہے مضرت سے بچنا اور منفعت کے حصول کے قابل بنانا، اسلام کی تربیت کا بنیادی اصول ہے۔ اور اسلامی تربیت کا یہ اصول انسان کو شخصی اور اجتماعی طور پر ارتقاد کے آخری مقام تک لے جاتا ہے عبادت وہ ذریعہ ہے جس سے اسلام انسان کو منزلِ مقصود تک لیجاتا ہے۔ تصور معبود سے عبد مقام ارتقاء کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے معبود کا تصور حسن و کمال کا آخری اور مکمل تصور ہوتا ہے جس کی کشش سے عبد ارتقاء پذیر ہوتا رہتا ہے اپنے معبود تک پہنچنے کی شعوری تگ و دو کو عبادت کہتے ہیں۔

اسلام نے عبادات کا کچھ ایسا وسیع سلسلہ پھیلا رکھا ہے کہ اس سے انسان کی تمام زندگی یکسر تمام زندگی عبادت بن کر رہ گئی ہے۔ لیکن پھر بھی عبادت کی چند خصوصی صورتیں ایسی بھی ہیں جو اپنی جامعیت کی وجہ سے پوری انسانی زندگی کو متاثر کرتی ہیں۔ اور صحیح اسلامی تربیت کی ضامن ہوتی ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا رہنے سے ایک مومن صراطِ مستقیم سے بھٹک نہیں سکتا اور بتدریج لیکن لازماً قرب منزل حاصل کرتا ہے :

فریضۂ حج انہیں جامع عبادات میں سے ایک ہے یہ پوری اسلامی زندگی کو متاثر کرتا ہے اور اس کے تاثرات بڑے گہرے اور دور رس ہوتے ہیں ہر سال ذوالحجہ کے مہینہ میں پوری اسلامی دنیا حج کے اثرات سے متاثر ہوتی ہے بیت کی عالمگیر کشش اقصائے عالم کے مسلمانوں کو ایک ہی مرکز پر لا کھڑا کرتی ہے جغرافیائی بُعد، ذہنی اختلافات نسلی امتیاز اور لسانی اجنبیت سبھی کچھ دب کر رہ جاتا ہے اور مسلمان تمام مادی حدود وقیود کو توڑ کر ایک ہی فطرتی رشتہ میں منسلک ہو جاتے ہیں اور وہ رشتہ اسلامی برادری کا رشتہ ہوتا ہے جو تمام رشتوں سے قوی اور قیمتی ہے :

حج اور روحانیت وللہ حج البیت من استطاع الیہ سبیلا عبادت کا اصلی اور اولین مقصد جذبۂ خدا پرستی کی تسکین ہے عبادت حیوانی تقاضوں کو دبانے اور اعلےٰ مقاصد کو اپنانے کا نام ہے جس قدر انسان اپنے لیست تقاضوں کی تادیب کر سکیگا اسی قدر وہ اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کے قابل ہو سکے گا

.... تمام اسلامی عبادات کا مقصد تادیبِ نفس ہی ہے فریضۂ حج کی ادائیگی میں یہ مقصد بدرجۂ اتم پورا ہوتا ہے چنانچہ مومن کی زبان سے کہلوایا جاتا ہے

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ۝

(میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کیلئے ہے)

پھر قربانی کی حکمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم (حج ۵) خدا کے پاس قربانیوں کا خون اور گوشت نہیں پہنچتا اس کے پاس صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: زائرِ حرم کس طرح نفس کشی کی خاردار دیواروں میں سے گزر کر رضائے خدا کی منزلِ مقصود تک جا پہنچتا ہے۔ زائرِ حرم اپنے گھر کے آرام و آسائش کو چھوڑ کر طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے پھر سفر بھی عرب کے ریگستان کا آپ جون اور جولائی کے مہینوں میں عرب کی گرمی کا تصور کیجئے اور پھر دیکھئے کہ ایک زائر جب اپنے وطن کی خوشگوار آب و ہوا کو چھوڑتا ہے اور اپنے گھر کے آرام و آسائش کو ترک کرتا ہے تو وہ نفس کشی کی کیسی خاردار دیواروں میں سے گزرتا ہے وہ ٹھنڈے اور شیریں پانی کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ زمزم کے کھاری پانی کو پی کر اور لذتِ کام و دہن کو ترک کر کے خوشنودئ خدا حاصل کر سکے وہ کئی ماہ تک اپنے اہل و عیال کی مفارقت گوارا کرتا ہے کہ معبود کا قرب حاصل کر سکے۔ پھر وہ یہ سب تکلیفیں کسی مالی منفعت کیلئے گوارا نہیں کرتا بلکہ ان صعوبتوں کیساتھ ہی ساتھ وہ زادِ سفر کے رنگ میں ایک کثیر رقم اپنی جیب سے خرچ کرتا ہے اس جسمانی اور مالی ایثار سے مقصود صرف خدا کی خوشنودی ہوتی ہے چنانچہ خدا کے ہاں سے بھی اس راہ نوادِ کوئے محبت کیلئے اجرِ عظیم کا سامان کیا جاتا ہے حرم کعبہ میں سے ایک نماز کا ایک لاکھ گنا اور حرم مدینہ میں پچاس ہزار گنا ثواب ملتا ہے۔

حج اور مساوات: اقتصادی مفادات اور نسلی امتیازات نے انسان کو مختلف طبقات میں بانٹ رکھا ہے امیر غریب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور غریب امیر سے نفرت کرتا ہے گورے کالوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور کالے گوروں کو ناپسند کرتے ہیں۔ غرضیکہ مصنوعی حد بندیوں نے وحدتِ انسانی کو پورا پورا کر رکھا ہے پھر ایک دفعہ جو مقامِ عزت کو پالے وہ نسلاً بعد نسلاً اس کو اپنی اجارہ داری سمجھتا ہے۔ سرمایہ محنت کو ہمیشہ ذلیل سمجھتا رہا ہے اور محنت بھی سرمایہ پر بالادستی کیلئے کوشاں رہی ہے۔ زمیندار اور کسان کارخانہ دار اور مزدور بادشاہ اور رعایا میں ایک شدید کشمکش جاری ہے جس اجتماعی زندگی میں ایک شدید خلفشار پیدا کر رکھا ہے اسلام سرمایہ اور نسل کی برتری کا قائل نہیں وہ سرمایہ اور نسل کو سماج میں کوئی خاص اہم مقام نہیں دیتا بلکہ اس کے نزدیک عزت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا خدائی اعلان اس حقیقت کا گواہ ہے لیکن اسلام صرف اعلان پر ہی قناعت نہیں کرتا بلکہ عملاً اسلامی زندگی میں اس خدائی فلسفہ کو رائج کرتا ہے تاکہ مساواتِ انسانی کا فلسفہ صرف ایک کتابی وعدہ ہی نہ رہے بلکہ ایک قابلِ عمل حقیقتِ واقعی بن جائے چنانچہ فریضہ حج کی ادائیگی کے موقعہ پر اسلام سرمایہ و نسل کے بتوں کو یکسر پاش پاش کر دیتا ہے اور ہر سال حجاج ان بتوں کے توڑنے میں عملاً حصہ لیتے ہیں اور اسلامی مساوات کی روح سے عملاً آشنا ہوتے ہیں ایک بادشاہ اپنے ملک سے شاہی جاہ جلال سے چلتا ہے خدم و حشم کا ایک انبوہ کثیر اس کے ہمراہ ہوتا ہے اسکی عبا و قبا زرنگار

ہوتی ہیں اور وہ قدم قدم پر اپنے شاہانہ جاہ جلال کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن ارضِ حرم کے قریب پہنچتے ہی احرام باندھنے کا حکم ہوتا ہے بس اسی وقت بادشاہ کو اپنی زر نگار قبا اتار کر ایک سادہ سے کپڑے میں ملبوس ہونا پڑتا ہے وضع قطع کے لحاظ سے ایک شاہ اور ایک گدا کے لباس میں کوئی فرق نہیں ہوتا وہی کفن نما سادہ سا لباس اور وہی سب کی ایک جیسی ہیئت کنزائی کارخانہ کا مالک اور مزدور ریاست کا زمیندار اور کسان سب ایک ہی سادہ سے لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں خدوخال کے فطری امتیاز کے علاوہ کوئی مصنوعی امتیاز آقا اور غلام کو نمایاں کرنے والا نظر نہیں آتا ہ

بندہ و صاحب و غنی سب ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

مناسک حج کی ادائیگی میں سب یکساں حصہ لیتے ہیں سب ایک ہی مرکز کے گرد سب مل کر پروانہ وار گھومتے ہیں بارگاہِ رب العزت میں سب اپنی عبودیت کا یکساں مظاہرہ کرتے ہیں کم از کم کچھ دنوں کیلئے تو سب امتیازات ختم ہو جاتے ہیں اور انسان فطری مساوات کا مزا لیتے ہیں یہ سالانہ ٹریننگ یقیناً مسلمانوں کے دل و دماغ کو متاثر کرتی ہے اور نماز کی صف میں پانچ مرتبہ روزانہ اسی درس کو دہرانا ہوتا ہے مساوات اور اخوت کے پیہم عملی درس سے ایک سچے مومن کی روح لازماً متاثر ہوتی ہے اور پھر تمام معاشرہ ہی آہستہ آہستہ ان اصولوں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ مخالفانہ اثرات بھی کارفرما رہتے ہیں اور وہ اپنے غلط تاثرات سے صحیح اسلامی مساوات کو کامل طریقے پر نافذ نہیں ہونے دیتے تاہم حج اور نماز کے ذریعہ انسانی مساوات کا جو درس ملتا ہے اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا سکتا:

حج اور اجتماعیت

اسلام ایک اصولی برادری کو قائم کرتا ہے۔ وطن نسل اور زبان کی بنا پر پیدا شدہ قومی تصورات کی وہ ہمت افزائی نہیں کرتا یہ حد بندیاں ایک حد تک ناگزیر بھی ہیں لیکن اس حد تک اہم نہیں کہ مصنوعی حد بندیوں پر انسانیت کے اجتماعی مفاد کو قربان کر دیا جائے ہر وہ انسان جو اسلام کو قبول کرے وہ عالمگیر اسلامی برادری کا جزو بن جاتا ہے رنگ اور نسل کے امتیازات اس کو اس حق سے محروم نہیں رکھ سکتے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عجمی اور غلام ہونے کے باوجود صحابہ کرام کی صفِ اول میں شمار ہوتے ہیں اور ملتِ اسلامیہ کے اولین معماروں میں ان کو شمار کیا جاتا ہے اور جو لوگ اسلامی اصولوں کے منکر ہیں وہ قریشی اور ہاشمی ہوتے ہوئے بھی زمرۂ کفار میں شمار کیے جاتے ہیں ہ

حسن ز بصرہ، بلال از حبش، صہیب از روم
ز خاکِ مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

ہر تحریک کا ایک سالانہ مرکزی اجتماع ہوا کرتا ہے جس میں وابستگانِ تحریک باہم مل جل کر مشترکہ مفاد کے معاملات پر غور و فکر کرتے ہیں تعاون و تعامل سے ان کی قوت بڑھتی ہے اور میل ملاپ سے ان کے قوائے عمل بیدار ہوتے ہیں ایسے اجتماعات تحریک کیلئے بے حد مفید ہوتے ہیں۔ اس سے تحریک بڑھتی اور پھیلتی ہے کارکنوں کا ذوقِ عمل بڑھتا ہے اور ان کی علمی استعداد ترقی کرتی ہے اسلامی تحریک کے سلسلہ میں حج کا سالانہ اجتماع مندرجہ بالا تمام مقاصد کو باحسن وجوہ پورا کرتا ہے فرنگی حبشی سے عربی عجمی سے غربی شرقی سے اور اسود احمر سے ملتا ہے تمام ملکوں کے ڈانڈے مل جاتے ہیں اور دور دراز کے رہنے والے مسلم ایک دوسرے برادرانہ محبت سے ملتے ہیں وطن اور نسل کے امتیازات ختم ہو جاتے ہیں ایک دوسرے کے رسم و رواج کے

کے علم سے باہم مانوس ہوتے ہیں ایک دوسرے کے حالات جان کر اپنے علم و تجربے میں اضافہ کرتے ہیں دوسرے ممالک کے باشندوں کے سیاسی تمدنی اور اقتصادی حالات معلوم کر کے زائرِ حرم کی معلومات میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے اس کا تجربہ بڑھتا ہے اور اس کے زاویہ نگاہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ حجاج اس سالانہ مرکزی اور عمومی اجتماع کے موقعہ پر اپنے اجتماعی مسائل پر تبادلۂ خیال کر سکتے ہیں۔ بین الاقوامی سرگرمیوں کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ اور اپنے ماضی و مستقبل پر غور و فکر کر سکتے ہیں غرضیکہ حج کا سالانہ اجتماع ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کی حیثیت بھی رکھتا ہے اور اس سے وہ تمام فائدے حاصل کئے جاتے ہیں جو ایسی اہم کانفرنسوں سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ سفر وسیلۂ ظفر ہے غریب الوطنی کی مشکلات کا سامنا کرنے سے کردار میں پختگی آتی ہے۔ گوناگوں تجربات ناقص کو کامل بناتے ہیں اور مختلف تہذیبوں کے مطالعہ سے علم و تجربہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ مختلف اقوام کے مطالعہ سے ان انسانی صفات کا علم ہوتا ہے جو ارتقاء کی ضامن ہوتی ہے اور انحطاط پذیر اقوام کے افراد سے ملکر ان خصائل کا پتہ چلتا ہے جن سے انسان روبہ تنزل ہوتا ہے غرضیکہ سفر سے انسانی عروج و زوال کی داستان کے مطالعہ کا بہترین موقعہ ملتا ہے اور دیدۂ عبرت نگاہ بہت کچھ دیکھ سکتی ہے اور قلب حقیقت شناس بہت کچھ سمجھ سکتا ہے دوسری اقوام کے رسم و رواج کے محاسن کو اپنایا جا سکتا ہے اور اپنی صفات حسنہ سے ان کو روشناس کیا جاتا ہے وہاں کے تجارتی حالات کے جائزہ سے تاجرانہ ترقی کے امکانات پیدا کئے جا سکتے ہیں اور خرید و فروخت اور درآمد برآمد کے متعلق بہت سی مفید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں غرضیکہ حج کا اجتماع تاریخی تعلیمی اور تجارتی نکتہ نگاہ سے بہت سے فائدوں کا حامل ہے اور ان فائدوں کو حاصل کرنا شرعاً بالکل جائز ہے۔

ملک عرب کیلئے حج کے اقتصادی فوائد

عرب ایک وسیع ریگزار ہے۔ زراعت بہت کم ہوتی ہے تیل کے چشموں کی دریافت سے قبل عرب کے معدنی ذرائع بہت ہی محدود تھے اور صنعت و حرفت میں تو ملک عرب کسی شمار و قطار میں نہ آتا تھا ان حالات میں حج کا اجتماع ملک عرب کی اقتصادی ضروریات کو پورا کرنے کا کفیل تھا عرب چونکہ اسلامی تہذیب کا گہوارہ اور روحانی فیوض کا سرچشمہ ہے اس لئے اس کی ضروریات کی کفالت کی ذمہ داری تمام وابستگان دامن اسلام پر ہے۔ اس جہاں حج کا اجتماع اقصائے عالم کے مسلمانوں کو روحانی فیوض بخشتا ہے وہاں انہیں مسلمانوں کے ذریعہ عرب کے بادیہ نشینوں کی ضروریات کی فراہمی کا سامان بھی کرتا ہے حج کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ملک عرب کی تجارت چمک اٹھتی ہے اور ان کیلئے گوناگوں کاروبار کے دروازے کھل جاتے ہیں عرب کا سب سے بڑا کاروبار گلہ بانی ہے حج کے موقعہ پر قربانی کیلئے لاکھوں جانور خریدے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ اس خرید سے تمام منفعت عربوں کو ہی حاصل ہوتی ہے معلمین حجاج اور ان کے متعلقین گلہ بان، تاجر اور محنت و مشقت کرنے والے لوگ بھی اس اجتماع سے مستفید ہوتے ہیں۔

فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف کا خدائی وعدہ اس حقیقت کا گواہ ہے:

غرضیکہ فریضہ حج کی ادائیگی سے مسلمانانِ عالم کی روحانی، تمدنی سیاسی اور معاشی زندگی کا ہر گوشہ متاثر ہوتا ہے اور قیامت تک ہوتا رہیگا۔ یوں تو تمام اسلامی عبادات میں یہی جامعیت پائی جاتی ہے

لیکن فریضہ حج میں جامعیت کی یہ شان بدرجہ اتم پائی جاتی ہے حج نماز روزہ انفاق فی سبیل اللہ اور ضبط نفس سبھی قسم کی عبادتوں کا جامع ہے۔ اگر زائرین حرم مندرجہ بالا حقائق کو سامنے رکھیں تو وہ سفر حج سے بے شمار دینی و دنیاوی برکات حاصل کر سکتے ہیں۔ اور شعوری غور و فکر سے روحانی فیوض کے ساتھ ساتھ دنیاوی برکات کا کثیر ذخیرہ بھی اکٹھا کر سکتے ہیں۔

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

عید کا دن

عید کے دن یہ امور سنت اور بعض مستحب ہیں۔ شریعت کے مطابق حجامت بنوانا [1]۔ ناخن ترشوانا [2]۔ غسل کرنا [3]۔ مسواک کرنا [4]۔ اچھے کپڑے پہننا [5] نئے ہوں تو بہتر ورنہ دھلے ہوئے ہوں۔ انگوٹھی پہننا [6]۔ خوشبو لگانا [7]۔ صبح کی نماز اپنی مسجد میں پڑھنا [8]۔ عیدگاہ میں جلدی چلا جانا [9]۔ پیدل چل کر جانا [10]۔ دوسرے راستہ سے واپس آنا [11]۔ نماز کیلئے جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا [12] تین یا پانچ یا سات یعنی طاق نہ ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے۔ خوشی ظاہر کرنا [13]۔ کثرت سے صدقہ اور خیرات دینا [14]۔ عیدگاہ کو اطمینان اور وقار سے نیچی نگاہ کئے جانا [15]۔ آپس میں مبارکباد دینا [16]۔ عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرنا [17]۔ تاکہ فقراء بھی خورد و نوش سے فارغ ہو کر نماز عید میں شامل ہو سکیں۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر واجب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقۃ الفطر واجب ہے۔ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر (صدقۃ الفطر) مقرر فرمائی کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش ہو جائے۔ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق (لٹکا) رہتا ہے جب تک صدقۃ الفطر ادا نہ کرے۔

صدقۂ فطر کی مقدار

مسئلہ: بہترین تحقیق اور احتیاط کی بات یہ ہے کہ شرعی ٹوپہ جس کا یہاں صدقۃ الفطر میں لحاظ کیا جاتا ہے وہ مروجہ اوزان کے مطابق چار سیر ایک پاؤ دو چھٹانک ایک تولہ ہے اور نصف ٹوپہ دو سیر تین چھٹانک چھ ماشہ ہے۔

مسئلہ: گندم یا اسکا آٹا یا ستو نصف ٹوپہ فی کس۔ کھجور یا منقہ یا جو یا اس کا آٹا ایک ٹوپہ۔

مسئلہ: گندم اور جو ملے ہوئے ہوں تو جو چیز زیادہ ہے اسکا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ: ان چار چیزوں کے علاوہ چاول۔ جوار۔ باجرہ۔ مکی۔ چنا۔ کنگنی نخود وغیرہ یا کپڑا۔ گڑ۔ تیل۔ صابن یا کسی اور چیز سے صدقہ دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔ وہ چیز نصف ٹوپہ گندم یا ٹوپہ جو کی قیمت ہو۔

صدقۃ الفطر کس کو دیا جائے؟

مسئلہ: اس کے وہی مصارف ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں سوا عامل کے کہ اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں فطرہ نہیں دیا جا سکتا۔

مسئلہ: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے۔ اور اگر چند مسکینوں کو دیدیا تو بھی جائز ہے ایسے ہی ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی جائز ہے۔

نمازِ عید کی ترکیب

نماز عید کیلئے اذان اور اقامت نہیں ہے۔

مسئلہ: دو رکعت واجب عید الفطر کی نیت سے تحریمہ کہہ کر ثنا پڑھے۔ پھر تین تکبیریں کہے پہلی اور دوسری میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر لٹکائے اور تیسری میں ہاتھ اٹھا کر ناف کے باندھ لے اور اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھکر جہر کیساتھ الحمد اور سورہ پڑھے پھر دوسری رکعت میں پہلے باقاعدہ قرأت پڑھے بعدہٗ حسب سابق تکبیریں کہے البتہ تیسری تکبیر کے بعد بھی ہاتھ لٹکائے اور چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہکر رکوع کرے۔

مسئلہ: نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور تمام حاضرین اپنی اپنی جگہ پر نہایت اطمینان اور خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سنیں۔ پھر دعا سے فارغ ہو کر مصافحہ اور معانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رواج ہے بہتر ہے کہ اس میں خوشی کو ظاہر کرنا ہے۔ اور درستگیٔ تعلقات پر شہادت قائم کرنا ہے:

شوال کے چھ روزے

عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں اس کے بعد چھ روزوں کی بہت فضیلت ہے۔

حدیث ۱: جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لئے تو اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

حدیث ۲: جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے بعد چھ دن شوال کے میں رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ خدا اونوعالم اصلاح فرمائے اور توفیق خیر رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دفتر **انجمن حزب الرحمٰن** بصیرپور۔ دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور شریف زندہ باد۔

کتبہ شاہ محمد قصوری۔

(مطبوعہ لاہور آرٹ پریس انار کلی لاہور)